حضرت عمر کے دورِ خلافت میں سماج میں عورت کا مقام

جناب سید نصیر الدین صاحب ہاشمی

(یہ مضمون حضرت عمر فاروق کانفرنس میں سنایا گیا تھا)

اس عنوان سے واضح ہے کہ مجھے عورت کی سماجی مقام کی صراحت کرنی ہے حضرت عمر کے سوانح حیات پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فاروق اعظم کو دعوت اسلام دینے والی اور حلقہ بگوش اسلام کرنے والی ایک محترمہ خاتون ہی تھیں چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔ ہجرت نبی کے چھٹے سال ایک روز ابوجہل نے کہا اے قریش محمد تمہارے خداؤں کی مذمت کرتا ہے اور تم کو احمق بتاتا ہے جو شخص محمد کو قتل کرے گا میں اس کو سو اونٹ اور ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ عمر یہ سن کر تلوار لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے چلے راستے میں بنی زہرہ کے ایک شخص سے گفتگو ہوئی اور اس سے معلوم ہوا کہ عمر کی بہن بھی اسلام لا چکی ہیں اب حضرت عمر غصے میں اپنی بہن کے یہاں چلے جب بہن کے مکان کو پہونچے وہاں ایک صحابی سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے حضرت عمر کی آواز سن کر وہ تو چھپ گئے عمر گھر میں آئے اور اپنے بہنوئی کو اسلام لانے پر ملامت کرنے لگے اور بالآخر غصہ میں بہنوئی کو مارنے لگے۔ آپ کی بہن چھڑانے آئیں تو ان کو بھی مارا ان کا سر پھٹ کر خون جاری ہوا اور رونے لگی اور خفگی سے کہا ہاں ہم مسلمان ہوئے۔ اب تو کیا کرتا ہے سو کر۔ بہن کو زخمی دیکھکر عمر کا غصہ فرو ہوگیا اور وہ پلنگ پر جا بیٹھے وہاں سورۂ طٰہٰ رکھی تھی اس کو دیکھنا چاہا بہن نے کہا تو کافر ناپاک ہے اس کتاب کو نہ چھو۔ عمر ہاتھ منہ دھو کر آئے اور طٰہٰ کی سورۃ پڑھی اور وحدہ لاشریک کی گواہی دیکر اسلام قبول کر لیا اس طرح حضرت عمر کا اسلام قبول کرنا ان کی بہن کی وجہ سے ہوا۔

واضح ہو کہ حضرت عمر فاروق کا دور خلافت سنہ ۱۳ھ سے شروع ہوتا ہے جب کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم کو انتقال کئے ہوئے صرف دو ڈھائی سال کا عرصہ ہوا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت ختم ہوئی تھی یعنی یہ وہ زمانہ تھا جس کو حکومت اسلامی کا ابتدائی دور قرار دینا چاہئے اسلام سے پھر جانے والے مرتدوں کی بیخ کنی ہو چکی تھی اور اسلامی جانباز کسریٰ اور قیصر کی پرشوکت و عظمت با جبروت حکومتوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے پر متوجہ ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی قانون یعنی قرآن اور اس کے ساتھ حدیث پیغمبر اسلام، اسلامی حکومت کے آئین جہانبانی قانون کشورستانی دستور اور ضابطہ سماج بنے ہوئے تھے اس لئے اگر حضرت عمر کے دور خلافت میں سماج میں عورت کا مقام معلوم کرنا ہو تو اسلامی قانون ہی کو پیش نظر رکھنا ہوگا جو درجہ اسلام نے عورت کو سماج میں دیا ہے اس کی پوری پوری تعمیل حضرت عمر کے دور خلافت میں ہوتی رہی ہے حضرت عمر کا قول مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں ہمارا نظر میں عورتوں کی کوئی ہستی نہیں تھی حتیٰ کہ خدا نے ان سے متعلق جو احکام نازل کرنا چاہے نازل کردئے اور جو حقوق ان کے لئے مقرر کرنے تھے مقرر کردیئے"۔ اس سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر کے دور خلافت میں عورت کا سماجی مقام وہی تھا جس کو اسلامی قانون نے مقرر کیا تھا

اسلامی قانون کے لحاظ سے عورت پر نظر ڈالی جائے تو چند اہم امور سب سے پہلے پیش ہوتے ہیں یعنی بیوی کے حقوق۔ حسن معاشرت۔ عدم تشدد۔ اطاعت شعاری نیکی میں تعاون۔ اختلاف کا علاج۔ شوہر کا تصور وغیرہ

سماج میں عورت کی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے اسلام کا پہلا عطیہ "مہر" کا مقرر کرنا ہے قرآن نے لفظ "نحلہ" استعمال کرکے اس کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے یہ خاوند کی طرف سے بیوی کو تحفہ ہے بے بدل۔ یہ عورت کی قیمت نہیں ہوتی جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا اب بھی بعض اقوام کا دستور ہے۔ در اصل مہر عورت کی ملکیت ہوتی ہے اور اس پر کسی دوسرے شخص یعنی اس کے باپ یا شوہر کو کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس موقع پر ایک واقعہ قابل اظہار ہے ایک مرتبہ حضرت عمر

"مہر" کو کم مقدار میں مقرر کرنے کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ ایک خاتون نے اس موقع پر آپ کو ٹوک کر کہا خدا نے مٹکے کے مٹکے بھر سونا مہر میں دینے کی اجازت دی اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ خانگی یا منزلی زندگی میں مرد اور عورت کے حقوق یکساں قرار دیئے گئے ہیں۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں لیکن اس اصول مساوات کے باوجود مرد کو بعض امور میں عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے گویا اصولاً بلحاظ حقوق دونوں میں کوئی فرق نہیں لیکن بعض عملی حالتوں کے باعث ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہے۔

ازدواجی زندگی میں مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں تو ذمہ داریاں بھی ہیں عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو۔

اسلام سے پہلے عرب میں عورت کی منزلی زندگی قابل رحم تھی۔ قدر و منزلت تو درکنار ان کو جانوروں سے بدتر تصور کیا جاتا تھا اور ان کی کوئی وقعت و عزت نہیں تھی۔ خود حضرت عمرؓ کا قول ہم سن چکے ہیں۔ یعنی خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی ہستی نہیں تھی۔

عرب میں وہ محض مرد کی خواہشات نفسانی کی تسکین کا ذریعہ تھی اور طرفہ یہ کہ مرد پر اس کی طرف سے کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی تھی۔ اسلام نے بتایا کہ عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مرد کے عورت پر ہیں اور وہ منزلی زندگی میں ہر طرح انصاف اور نیک سلوک کی حقدار ہے۔

مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت پر اعتماد و اعتبار کرے گھر کے معاملات میں ان سے مشورہ کرے قرآن نے عورت اور مرد کے تعلقات کو ایک نہایت لطیف مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ عورتیں تمہارے لئے لباس کا درجہ رکھتی ہیں اور

تم اُن کے لباس کا درجہ"

مرد پر ایک اور ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اسلام سے پہلے ایسے طریقے رائج تھے کہ مرد عورتوں سے ایلاء کرلیتا تھا یعنی خدا نے جو باتیں جائز اور حلال قرار دی ہیں اس کو اپنے اوپر حرام قرار دینا۔ اسلام نے اس طریقہ کو ناپسند اور ناجائز قرار دیا چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا ایک واقعہ قابل تذکرہ ہے۔

حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں حسب معمول رات میں گشت کر رہے تھے آپ نے ایک عورت کی زبان سے چند شعر سنے جن کا مطلب یہ تھا کہ رات کسی قدر لمبی ہوگئی ہے اور اس کے کنارے کس قدر چھوٹے ہوگئے ہیں اور میں رو رہی ہوں۔ میرا شوہر میرے پاس نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کھیل کے اس رات کو گذاروں خدا کی قسم خدا کا ڈر نہ ہوتا تو اس تخت کے پائے ہلا دیئے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر سخت افسوس کیا اور فوراً اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور پوچھا ایک عورت شوہر کے بغیر کتنے دن گذار سکتی ہے انھوں نے جواب دیا کہ چار ماہ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ حکم جاری کردیا کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ فوج کے ساتھ باہر نہ رہے۔

حضرت عمرؓ کے گشت کے سلسلے میں چند اور واقعات بھی قابل صراحت ہیں جن سے خواتین کی سماجی حالت پر روشنی پڑتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے ایک رات حضرت عمرؓ اپنی گشت کے دوران میں ایک مکان پر گزرے یہ مکان ایک گوالن کا تھا اور گوالن اپنی دختر سے کہہ رہی تھی کہ اُٹھ اور دودھ میں کچھ پانی ملادے لڑکی نے جواب دیا کہ امیرالمومنین نے دودھ میں پانی ملانے کی ممانعت کردی ہے۔ ماں نے جواب دیا کہ کیا اس وقت امیرالمومنین دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ امیرالمومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں مگر خدا تو دیکھ رہا ہے یہ سن کر حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہوگئے اور دوسرے دن صبح کو اس ماں بیٹی کو طلب کرکے لڑکی کا نکاح اپنے فرزند سے کردیا۔ اس نیک دل صداقت

پسند خاتون کے بطن سے جو اولاد ہوئی ان میں عمر بن عبدالعزیز جیسا نواسہ شامل ہے جن کا عدل و انصاف تاریخ اسلام سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک عورت کے اطراف کئی بچے رو رہے ہیں اور ایک ہانڈی چولھے پر چڑھی ہے بچے رو رہے ہیں حضرت عمرؓ نے اس عورت سے دریافت حال کیا اس عورت نے جواب دیا کہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں اور میں نے ان کی تسلی کے لئے پانی آگ پر رکھ دیا ہے یہ معلوم کر کے حضرت عمرؓ رو پڑے اور فوراً بیت المال جاکر خورد و نوش کا سامان خود اپنے کندھے پر لیکر اس عورت کے پاس آئے اور کھانے کا سامان اس عورت کے سامنے رکھدیا اس نے آٹا گوندھا۔ ہانڈی چڑھائی۔ جب بچے شکم سیر ہوگئے تو حضرت عمرؓ واپس ہوئے۔ ایک اور رات حضرت عمرؓ کا گزر مدینہ کے باہر ہوا۔ دیکھا ایک بدوی خیمہ کے باہر بیٹھا ہوا ہے اس سے آپ نے باتیں شروع کیں اس عرصہ میں خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عورت کو درد زہ ہو رہا ہے تو آپ فوراً اپنے مکان کو گئے اور اپنی اہلیہ کے ساتھ سامان خورد و نوش لے کر اس بدوی کے پاس آئے اور اپنی بی بی کو بدوی کی عورت کے پاس چھوڑ کر خود پکانے میں مصروف ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد لڑکا تولد ہوا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے آواز دی امیرالمومنین بدوی کو مبارکباد دیجئے کہ اس کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ امیرالمومنین کا نام سن کر بدوی خوف زدہ ہوگیا مگر آپ نے اس کو تسلی دی دلاسا دے کر بے خوف کر دیا۔

ایک مرتبہ ایک قافلہ مدینہ میں آیا اور شہر کے باہر اترا اس کی خبرداری اور حفاظت کے لئے خود حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور پہرا دیتے پھرتے رہے۔ ایک شیرخوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا تھا آپ نے ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد بچہ رونے لگا آپ نے اس عورت کو کہا تو بڑی بے رحم ماں ہے کہ بچہ کو دودھ نہیں پلاتی۔ اس عورت نے کہا تم کو اصل حقیقت معلوم نہیں واقعہ یہ ہے کہ عمرؓ نے حکم دیا ہے بچہ جب دودھ چھوڑ دے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ میں اس غرض سے بچہ کا دودھ چھڑاتی ہوں اور یہ اس وجہ سے روتا ہے۔ حضرت

عمر کو یہ سن کر بڑی رقت ہوئی اور اپنے آپ پر ملامت کی تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا ۔ اور حکم جاری کر دیا کہ بچہ کی پیدائش کے وقت سے بیت المال سے وظیفہ جاری کر دیا جائے ۔

حضرت عمر قلمرو اسلامی کے دورہ کے لئے نکلے تا کہ حالات کا بچشم خود معائنہ کریں آپ کوٹ کو آرہے تھے راستہ میں ایک خیمہ دیکھ کر سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب گئے ایک ضعیف عورت نظر آئی آپ نے اس سے دریافت کیا عمر کا کچھ حال معلوم ہے اس نے کہا ہاں ملک شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اسے غارت کرے آج تک مجھے ایک حبہ نہیں ملا ۔ حضرت عمر نے جواب دیا اتنی دور کا حال عمر کو کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے ۔ اس نے کہا اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے یہ سن کر حضرت عمر کو بڑی رقت ہوئی اور بے اختیار رو پڑے

ان واقعات سے عورتوں کی سماجی مقام کی صراحت بھی ہوتی ہے

قوانین اسلام کی رُو سے خاوند کا ایک فرض یہ ہے کہ وہ بیوی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے یہاں اس نکتہ کو بھی یاد رکھا جائے کہ ظلم و زیادتی جسمانی بھی ہوتی ہے اور ذہنی و روحانی بھی ان سب کی ممانعت کی گئی ہے ۔

جہاں بیوی کے حقوق خاوند پر ہیں وہیں خاوند کی طرف سے بیوی پر بھی بعض ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ۔

سورۃ النساء میں حکم ہے جو نیک بیویاں ہیں وہ خاوند کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور خاوند کی غیر حاضری میں بھی اس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کرتی ہیں ۔

اس حکم سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی پر نہ صرف خاوند کی اطاعت شعاری فرض ہے بلکہ اس کی غیر حاضری میں اس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کرنی بھی ضروری ہے ۔ بیوی پر تربیت اولاد کی ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے ۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والی اور کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑی اس سے روحانی اور اخلاقی نقصان

مراد ہے کیونکہ وہ خاندان کے ساتھ تعاون علی الخیر نہ کر کے اس کے نیک ارادوں میں روک بن کر یا اُسے بُرا مشورہ دے کر روحانی ترقی میں حائل ہو سکتی ہے۔ پس اس سے واضح ہے کہ عورت پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے اسے چاہیئے کہ وہ مرد کی ذہنی اور روحانی ترقی کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے نیکی کے کاموں میں مدد کرے۔ ان تمام امور پر حضرت عمرؓ کے دور میں عمل ہوتا تھا۔

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے حضرت عمرؓ نے عورتوں کے لئے سماجی مقام وہی قرار دیا تھا جس کو اسلام نے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مطلقہ عورت کا دعویٰ پیش ہوا کہ اس کو عدت کے زمانہ تک نان و نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہیں قرآن سے ثابت ہے کہ مکان ملنا چاہیئے اور مکان کے ساتھ نفقہ خود لازمی جز ہے مگر فاطمہ بنت قیس نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ان کو طلاق کے بعد نفقہ نہیں دلایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سن کر فرمایا ہم قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتے نہیں معلوم اس کو حدیث یاد ہے یا نہیں۔

مضمون کو ختم کرنے کے پیشتر خود حضرت عمرؓ کی گھر پر نظر ڈالی جائے اور گھر کے سماجی مقام کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی بیویوں سے باوجود اسلامی حقوق پر عمل کرنے کے خوف کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ حضرت عمرؓ کے پاس آکر اپنی بیویوں کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی تم کیا کہتے ہو میرا بھی یہی حال ہے میں کسی ضرورت سے باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی عورتوں کی دید بازی کے لئے گئے تھے۔ عبداللہ بن مسعود نے یہ سن کر کہا جہاں تک ہو سکے عورت کو بنانا چاہیئے تاوقتیکہ ان کے ذہن میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی ایک لڑکی بالوں میں کنگھی کر کے بن سنور کر اچھے کپڑے پہن کر آپ کے سامنے آئیں تو آپ نے ان کو اتنے دُرّے لگائے کہ

کر وہ روپڑی حضرت حفصہ نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا حضرت عمر نے جواب دیا میں نے دیکھا اس کے نفس میں غرور پیدا ہو گیا ہے اس لئے میں نے اس کو سبک کر دینا چاہا۔

یہ ہیں وہ واقعات جس سے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سماج میں عورت کے مقام کی صراحت ہوئی ہے اگرچہ حضرت عمرؓ نے قوانین اسلام کے مطابق عورتوں کو سماجی آزادی دی تھی پہننے اوڑھنے کی زندگی میں عورتوں کو پوری آزادی حاصل تھی لیکن ان سب باتوں میں قانون اسلام سے انحراف نہیں کیا جا سکتا تھا۔

آخر میں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے جنازہ کے ساتھ کسی خاتون کو آنے کی ممانعت کر دی تھی۔ شاید اس میں مصلحت یہ تھی کہ عورت رقیق القلب ہوتی ہے کہیں ان کا ماتم نہ کرنے لگیں۔ کیونکہ اسلام نے اس کی ممانعت کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط

ایک مہتم بالشان اور متبرک کتاب

اس کتاب میں افضل البشر بعد النبی المرسل خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وہ تمام خطوط مع اصل و ترجمہ انتہائی کاوش اور دیدہ ریزی سے یکجا کئے گئے ہیں جو خلیفہ اول نے اپنی خلافت کے پُر آشوب اور ہنگامہ خیز دور میں حاکموں، گورنروں اور قاضیوں کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان مکتوبات اور فرامین کے مطالعہ سے صدیق اکبرؓ کی لاثانی انتظامی خصوصیات اور طریق کار کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

اس ترتیب و تفصیل کے ساتھ ایسا مجموعہ اب تک وجود میں نہیں آیا تھا اردو ترجمہ کے ساتھ خطوط سے متعلق ضروری تفصیل بھی دی گئی ہے جس کو پڑھ کر ان فرمانوں کا پورا تاریخی پس منظر سامنے آجاتا ہے۔ شروع میں حضرت صدیق اکبرؓ کے خاص حالات سے متعلق ایک بصیرت افروز تعارف بھی ہے۔ آخر میں عربی کے اصل مکتوب مرتب صورت میں دے دیئے گئے ہیں جن سے اہل علم اور طلبہ کو خاص طور پر نفع ہوگا۔ نفیس کتابت و طباعت، اعلیٰ درجہ کا کاغذ ۲۰۶ صفحات

مؤلف و مرتب ڈاکٹر خورشید احمد فاروق صاحب استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی

بڑی تقطیع: قیمت چار روپے، مجلد پانچ روپے۔ منیجر مکتبہ برہان جامع مسجد دہلی